



محدث فتویٰ
ISLAMIC RESEARCH COUNCIL

سوال

(263) خلوط تعلیم

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خلوط تعلیم

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلوة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

خلوط تعلیم

الحمد للہ، والصلوة والسلام علی رسول اللہ۔ وبعد:

میں نے وہ بیان دیکھا ہے، جو اخبار "السیاستہ" کے شمارہ نمبر ۵۶۴۴ میں مورخہ ۲۴/۴/۱۴۰۲ ہجری کو شائع ہوا اور جسے صفاء یونیورسٹی کے مدیر جناب عبدالعزیز مقلح کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور جس میں انہوں نے کہا ہے کہ طالبات کو طلبہ سے الگ کر دینے کا مطالبہ شریعت کے مخالف ہے۔ انہوں نے طلبہ و طالبات کے اختلاط کے جواز کے لئے یہ دلیل دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں تمام مسلمان خواہ مرد ہوں یا عورتیں ایک ہی مسجد میں نماز ادا کیا کرتے تھے لہذا ضروری ہے کہ تعلیم بھی ایک ہی جگہ ہو۔ مجھے ایک اسلامی ملک کی اسلامی یونیورسٹی کے مدیر کا یہ بیان پڑھ کر بہت تعجب ہوا ہے جس سے یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ وہ مردوں اور عورتوں کے شعبوں کو الگ الگ کر دے کہ اس میں دنیا و آخرت کی سعادت اور نجات ہے مگر انہوں نے اس کے جواب میں مذکورہ بات کہی ہے جس پر سوائے اس کے اور کیا کہا جائے کہ

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاٰجِعُونَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ

بلاشبک وشبہ اس بیان میں اسلامی شریعت کی طرف ایک بے حد غلط بات کو منسوب کیا گیا ہے کیونکہ اسلامی شریعت نے قطعاً اختلاط کی دعوت نہیں دی حتیٰ کہ اس کی ممانعت کے مطالبہ کو شریعت کی مخالفت قرار دیا جائے بلکہ اسلامی شریعت نے مرد و زن کے اختلاط سے منع کیا اور نہایت سختی سے منع کیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ (الاحزاب ۳۳/۳۳)

”اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور جس طرح (پہلے) جاہلیت (کے دنوں) میں اظہارِ تجمل کرتی تھیں، اس طرح زینت نہ دکھاؤ۔“



اور فرمایا :

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُزْنِنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبٍ ذَٰلِكَ أَذْنٰى أَنْ يُعْرِضْنَ فَلَا لُذُنَ وَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (الاحزاب ۵۹/۳۳)

”اے نبی! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ (باہر نکلا کریں تو) اپنے (چہروں) پر چادر لٹکا (کر گھونگھٹ نکال) لیا کریں یہ امر ان کے لئے موجب شناخت (واقتیاز) ہوگا تو کوئی ان کو ایذا نہ دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

مزید فرمایا :

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ لِيُغْضَضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيُحْفَظْنَ مِنْ زِينَتِهِنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُجُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتِهِنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَائِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ (النور ۳۱/۲۴)

”اور مومن عورتوں سے بھی کہہ دو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں (عصمتوں) کی حفاظت کیا کریں اور اپنی آرائش (یعنی زیور کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیں مگر جو اس میں سے کھلا رہتا ہو اول اپنے سینے پر اپنی اوڑھنیاں اوڑھے رہا کریں اول اپنے خاوند، باپ، خسر، بیٹوں، خاوند کے بیٹوں، بھائیوں، بھتیجیوں، بھانجوں اور اپنی (ہی قسم کی) عورتوں اور لونڈی غلاموں کے سوا۔۔۔۔۔ کسی پر اپنی زینت (اور سجھار کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیں۔“

سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے آگے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا کہ :

وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِنْ زِينَتِهِنَّ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهُمُ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (النور ۳۱/۲۴)

”اول اپنے پاؤں (لیے طور پر زمین) پر نہ ماریں کہ (جھنکار کی آواز کانوں میں پہنچے اور) ان کا پوشیدہ زیور معلوم ہو جائے اور اسے اہل ایمان! سب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔“

اور فرمایا :

وَإِذَا سَأَلَكَوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقَوْلِكُمْ وَقُلُوْهُنَّ (الاحزاب ۳۳/۵۳)

”اور جب پیغمبروں کی بیویوں سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو، یہ تمہارے اور ان کے (دونوں کے) دلوں کے لئے بہت پاکیزگی کی بات ہے۔“

یہ آیات کریمہ اس امر پر دلالت کناں ہیں کہ عورتوں کے لئے حکم شریعت یہ ہے کہ فتنہ کے خوف کی وجہ سے وہ اپنے گھروں ہی میں رہیں ہاں البتہ بوقت ضرورت وہ اپنے گھروں سے باہر نکل سکتی ہیں، پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ حکم دیا ہے کہ جب بوقت ضرورت وہ اپنے گھروں سے باہر نکلیں تو اس طرح اظہار تجمل نہ کریں جس طرح دور جاہلیت میں وہ اپنی زینت کا اظہار کیا کرتی تھیں یعنی اپنے حسن و جمال کے مقامات کو مردوں کے سامنے ظاہر نہ کریں۔ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”میرے بعد مردوں کے لئے عورتوں سے بڑھ کر اور کوئی فتنہ نہیں ہے۔“ (متفق علیہ) بروایت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ۔ نیز صحیح مسلم میں یہ روایت اسامہ اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ دونوں سے مروی ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”بے شک دنیا شیریں اور سرسبز و شاداب ہے اور اللہ اس میں تمہیں یکے بعد دیگرے بھیجے والا ہے اور وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو، دنیا سے بچ جاؤ اور عورتوں سے بچ جاؤ کیونکہ بنی اسرائیل میں رونما ہونے والا پہلا فتنہ بھی عورتوں کا ہی تھا۔“ بچ فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ نے، بلاشبہ عورتوں کی وجہ سے خصوصاً اس دور میں بہت بڑا فتنہ رونما ہو چکا ہے، جب کہ عورتوں نے پردہ کرنا چھوڑ دیا ہے، زمانہ جاہلیت کی طرح زیب زینت کا اظہار شروع کر دیا ہے، جس کی وجہ سے فواحش و منکرات کی کثرت ہو گئی ہے اور بہت سارے ملکوں میں نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں نے، اللہ تعالیٰ



کے مقرر کردہ نظام شادی سے روگردانی کر کے بدکاری کی زندگی بسر کرنا شروع کر دی ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے یہ بھی فرمادیا ہے کہ پردہ سے سب کے دلوں کو پاکیزگی حاصل ہوگی تو اس سے معلوم ہوا بے پردگی سے سب کے دل ناپاک بھی ہو جاتے ہیں اور راہ حق سے منحرف بھی!

یاد رہے کلاس روم میں طالبہ کا طالب علم کے ساتھ کٹھے بیٹھنا فتنے کا بہت بڑا سبب ہے کہ اس کی وجہ سے اس پردے کو ترک کر دیا جاتا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی مومن بندوں کو حکم دیا ہے اور منع فرمایا ہے کہ وہ اپنی زینت کا اظہار بجز ان محرموں کے کسی کے سامنے کریں، جن کا اللہ تعالیٰ نے سورہ نور کی سابقہ آیت میں ذکر فرمایا ہے۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ پردے کا حکم خاص طور پر صرف امہات المومنین رضی اللہ عنہما کے لئے تھا، وہ بہت دور کی کوڑی لٹا اور کتاب و سنت کے ان بے شمار دلائل کی مخالفت کرتا ہے، جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پردے کا حکم عام ہے، یہ حکم امہات المومنین کے لئے بھی ہے اور دیگر تمام مسلمان عورتوں کے لئے بھی نیز یہ شخص درج ذیل ارشاد باری تعالیٰ کی بھی مخالفت کرتا ہے کہ :

ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقَوْلِكُمْ وَقُلُوْهُنَّ (الاحزاب ۵۳/۳۳)

”یہ تمہارے اور ان کے (دونوں کے) دلوں کے لئے بہت پاکیزگی کی بات ہے۔“

لہذا یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ پردہ امہات المومنین اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں کے لئے تو پاکیزگی کا سبب تھا دوسروں کے لئے نہیں اور اس بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ امہات المومنین اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نسبت دوسرے لوگوں کو پردے کی زیادہ ضرورت ہے کیونکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دوسرے لوگوں میں قوت ایمان اور بصیرت حق کے اعتبار سے بہت زیادہ فرق ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، صحابیات۔۔۔ جن میں امہات المومنین بھی شامل ہیں۔۔۔ رضی اللہ عنہم۔ جو حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کے مطابق جو صحیحین میں ہے، افضل القرون ہیں، اگر پردہ ان کے دلوں کے لئے پاکیزگی کا باعث ہے تو بعد کے لوگ اس پاکیزگی و طہارت کے، پہلے لوگوں کی نسبت زیادہ ضرورت مند اور محتاج ہیں اور پھر یہ بھی جائز نہیں کہ کتاب و سنت میں وارد نصوص کو کسی صحیح دلیل کے بغیر امت میں سے کسی کے ساتھ مخصوص کر دیا جائے لہذا معلوم ہوا کہ پردہ سے متعلق آیات و احادیث عام ہیں، ان کا حکم آنحضرت ﷺ کے عہد سے لے کر قیامت تک کے لئے ہے کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو اپنے عہد سے لے کر قیامت تک آنے والے تمام جنوں اور انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا (الاعراف ۱۵۸/۷)

”(اے محمد ﷺ!) کہہ دو کہ لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہوں (یعنی اس کا رسول ہوں)“

اور فرمایا :

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا (سبا ۳۳/۲۸)

”(اور اے محمد ﷺ!) ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبری سنانے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔“

قرآن کریم صرت نبی ﷺ کے عہد مبارک کے لوگوں ہی کے لئے تو نازل نہیں ہوا تھا بلکہ یہ ان کے لئے بھی اور قیامت تک آنے والے ان تمام انسانوں کے لئے بھی نازل ہوا ہے، جن کے پاس اللہ تعالیٰ کی یہ کتاب مقدس پہنچ جائے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ وَلِيْنُكُمْ اِلٰهٌ وَاحِدٌ وَلِيْدُكُمْ اَوَّلُوْا الْاَنْبِيَاۡ (ابراہیم ۵۲/۱۳)

”یہ (قرآن) لوگوں کے نام (اللہ کا پیغام) ہے تاکہ ان کو اس سے ڈرایا جائے اور تاکہ وہ جان لیں کہ وہی اکیلا معبود ہے اور اہل عقل نصیحت پکڑیں۔“

اور فرمایا :

وَاَوْحٰی اِلٰی ہٰذَا النِّفْزَانِ لَا تُدْرِكُہٗ وَمَنْ بَلَغَ (الانعام ۱۹/۶)

”اور یہ قرآن مجید مجھ پر اس لئے اتارا گیا ہے کہ اس کے ذریعے تم کو اور جس جس شخص تک یہ پہنچ سکے (سب کو) ڈراؤں“

نبی کریم ﷺ کے عہد میں عورتوں اور مردوں کا وہ اختلاط نہیں ہوتا تھا نہ مسجدوں میں اور نہ بازاروں میں جس سے آج مصلحین منع کرتے اور قرآن، سنت اور علماء امت جس کے فتنہ سے بچنے کی تلقین کرت ہیں۔ عورتیں مسجد نبوی میں نماز اس طرح ادا کرتی تھیں کہ وہ مردوں سے پیچھے ہوتیں اور ان کی صفیں مردوں کی صفوں سے بہت دور ہوتی تھیں اور نبی ﷺ ارشاد فرماتے تھے کہ ”مردوں کی بہترین صف پہلی اور بری صف آخری ہے اور عورتوں کی بہترین صف آخری اور بری صف پہلی ہے۔“ یہ آپ اس لئے فرماتے تاکہ مردوں کی آخری صف کو عورتوں کی پہلی صف کے ساتھ ملنے کی وجہ سے ان کے فتنہ میں مبتلا ہونے سے بچا سکیں۔ نبی کریم ﷺ کے عہد میں مردوں کو یہ حکم بھی دیا جاتا تھا کہ وہ جلدی نہ کریں اور کچھ دیر کے لئے رک جائیں تاکہ عورتیں مسجد سے چلی جائیں اور یہ بھی آپ اس لئے فرماتے تاکہ مردوں اور عورتوں کا مسجد کے دروازوں پر اختلاط نہ ہو اور یہ احکام ان مردوں اور عورتوں کے لئے تھے جو ایمان اور تقویٰ کے اعتبار سے بہت بلند مقام پر فائز تھے۔ اس سے انداز لگائیے کہ ان کے بعد آنے والے مسلمانوں کو ان احکام کی پابندی کس قدر شدت سے کرنی چاہئے اس دور میں عورتوں کو اس بات سے بھی منع کیا جاتا تھا کہ وہ راستہ کے درمیان میں چلیں اور انہیں یہ حکم تھا کہ وہ راستہ کے کناروں پر چلیں، اس میں بھی حکمت تھی کہ وہ مردوں کے ساتھ نہ ٹکرائیں اور راستہ میں چلتے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ نہ لگیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مومن عورتوں کو یہ حکم بھی دیا ہے کہ اپنے اوپر چادر اوڑھ کر اپنی زینت کو چھپائیں تاکہ فتنہ سے بچا جاسکے، اللہ تعالیٰ نے انہیں اس بات سبب بھی منع فرمایا کہ وہ اپنی زینت کو ان لوگوں کے سوا کسی اور کے سامنے ظاہر کریں، جن کا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر فرمایا ہے تاکہ اسباب فتنہ کی بیج کنی، اسباب عفت کی ترغیب نیز فتنہ و فساد اور اختلاط کی خرابیوں سے دور رہا جاسکے۔

جامعہ صنعاء کے مدیر۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت اور رشد و بھلائی سے نوازے۔۔۔۔۔ کو یہ بات کیسے زیب دیتی ہے کہ وہ اختلاط کی دعوت دیں اور پھر یہ دعویٰ بھی کریں کہ اسلام نے اس کی دعوت دی ہے، جامعہ کے ماحول مسجد کے ماحول کی طرح اور تعلیمی اوقات، نماز کے اوقات کی طرح ہیں حالانکہ ان دونوں باتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے، ہر اس شخص کو یہ فرق بہت نمایاں نظر آئے گا جس کی اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی پر نظر ہوگی اور وہ اس حکمت کو سامنے رکھے گا جس کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو احکام سکھائے اور مردوں اور عورتوں سے متعلق اپنے ان احکام کو اپنی کتاب عظیم میں بیان فرمادیا ہے۔ کسی مومن کے لئے یہ بات کہنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے کہ ایک طالبہ کا کلاس روم میں ایک ہی ڈیسک پر ایک طالب علم کے ساتھ بیٹھنا اسی طرح ہے جس طرح ایک عورت مسجد میں مردوں کی صفوں کے پیچھے عورتوں کی صفوں میں ان کے ساتھ بیٹھتی ہے؟ یہ بات کوئی ایسا شخص نہیں کہہ سکتا جس میں ذرہ برابر بھی ایمان و بصیرت ہو اور جس میں اس قدر عقل ہو کہ وہ جو کچھ اپنے منہ سے کہہ رہا ہو، اسے سمجھتا بھی ہو۔ یاد رہے کہ اگر ہم یہ تسلیم بھی کر لیں کہ طالبات شرعی پردہ کی پابندی کرتی ہیں۔ (تو پھر بھی ان کے لئے طلبہ کے ساتھ اختلاط جائز نہیں) لیکن اگر وہ طلبہ کے ساتھ کلاس روم میں ایک ہی کرسی (سیٹ) پر اس طرح بیٹھیں کہ انہوں نے بناؤ سنگھار کر رکھا ہو، پہلے محاسن کو ظاہر کر رکھا ہو اور فتنہ انگیز نگاہوں اور باتوں پر بھی کوئی قدغن نہ ہو تو پھر اس کے سوا ہم کیا کہہ سکتے ہیں کہ فاللہ المستعان ولا حول ولا قوۃ الا باللہ اور ارشاد باری تعالیٰ ہے :

فَاِنَّہٗ لَا تَغْنٰی الْاَبْصَارُ وَلٰکن تَغْنٰی الْقُلُوْبُ اَلَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ (الحج ۲۲/۳۶)

”بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں (وہ) اندھے ہو جاتے ہیں۔“

مدیر جامعہ صنعاء نے جو یہ کہا ہے کہ ”امروا قہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد سے مسلمان مرد اور عورتیں ایک ہی مسجد میں نماز ادا کرتے رہے ہیں لہذا تعلیم بھی سب کی ایک ہی جگہ



ہونی چاہئے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تو صحیح ہے کہ مرد اور عورتیں ایک ہی مسجد میں نماز ادا کرتے تھے لیکن عورتیں مسجد کے پچھلے حصے میں ہوتی تھیں، انہوں نے پردے کا پورا پورا اہتمام کیا ہوتا تھا اور وہ ان تمام امور سے محفوظ تھیں جو باعث فتنہ ہیں اور مرد مسجد کے اگلے حصے میں ہوتے تھے۔ عورتیں وعظ و نصیحت اور خطبہ سنتیں، نماز ادا کرتیں اور سن کر اور دیکھ کر دین کے احکام سیکھتی تھیں۔ عید کے دن نبی کریم ﷺ مردوں کو وعظ و نصیحت کرنے کے بعد عورتوں کی صفوں کے پاس تشریف لے آتے کیونکہ دور ہونے کی وجہ سے انہوں نے خطبہ نہیں سنا ہوتا تھا اس لئے آپا نہیں بھی وعظ و نصیحت فرماتے۔ اگر مردوں اور عورتوں کے ایک ہی مسجد میں نماز ادا کرنے کی یہ صورت ہو تو اس میں کوئی اشکال یا حرج نہیں ہے۔

اشکال، مدیر جامعہ صفاء۔۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت، اصلاح قلب اور فقاہت دین سے نوازے۔۔۔ کی اس بات میں ہے (کستہ ہیں) کہ "اس سے معلوم ہوا کہ ضروری ہے کہ تعلیم بھی ایک ہی جگہ ہو۔" تعجب ہے کہ یہ کیسے جائز ہے کہ وہ ہمارے اس دور کے طریق تعلیم کو ایک ہی مسجد میں مردوں کے پیچھے نماز کے ساتھ تشبیہ دیں حالانکہ آج کے طریق تعلیم میں اور نبی کریم ﷺ کے دور میں مردوں کے پیچھے، مسجد کے پچھلے حصے میں عورتوں کے نماز ادا کرنے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج مصلحین اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ مردوں اور عورتوں کے تعلیمی ادارے الگ الگ ہونے چاہئیں تاکہ طالبات الگ تعلیم حاصل کریں اور طلبہ الگ، اسی صورت میں ہی طالبات اپنی استانیوں سے حجاب اور مشقت کے بغیر آسانی سے تعلیم حاصل کر سکتی ہیں اور پھر تعلیم حاصل کرنے کا وقت کافی طویل ہوتا ہے جب کہ نماز ادا کرنے کا وقت بہت مختصر ہوتا ہے اور پھر طالبات کے لئے نواتیں کے مخصوص تعلیمی اداروں میں علم حاصل کریں گے تو ایک طرف وہ اسباب فتنہ سے دور رہنے کا سبب ہے۔ نوجوان جب اپنے مخصوص تعلیمی اداروں میں علم حاصل کریں گے تو ایک طرف وہ اسباب فتنہ سے محفوظ رہیں گے تو دوسری طرف توجہ و انہماک سے تعلیم حاصل کریں گے، اساتذہ کرام کے لیکچروں کو غور سے سنیں گے اور زہری نظروں، فسق فحش کی داعی باتوں، طالبات کے ساتھ دلچسپی اور مشغولیت جیسے قبیح کاموں سے بھی محفوظ رہ سکیں گے۔

اللہ تعالیٰ اس مدبر کی اصلاح فرمائے، انہوں نے جو یہ کہا ہے کہ طالبات کو طلبہ سے الگ کر دینے کا مطالبہ رجعت پسندی بھی ہے اور مخالفت شریعت بھی، لہذا یہ مطالبہ ناقابل قبول ہے، حالانکہ یہ مطالبہ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کی خیر خواہی ہے، اس کے دین پر عمل ہے اور ان آیات کریمہ اور دو احادیث پر عمل ہے جن کو قبل ازیں بیان کیا گیا ہے۔ میری مدبر کے لئے یہ نصیحت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے، جو کچھ اس نے کہا ہے اس سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرے، راہ حق و صواب کی طرف رجوع کرے کیونکہ حق و صواب کی طرف رجوع ہی فضیلت اور ایک طالب علم کے حق و انصاف کے لئے جستجو کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو راہ راست کی ہدایت فرمائے، ہمیں اور تمام مسلمانوں کو بغیر علم کے کئی بات کہنے، گمراہ کن فتنوں اور شیطان کے وسوسوں سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ سے یہ بھی دعا ہے کہ وہ ہر جگہ کے مسلمان علماء و قائدین کو اس بات کی توفیق عطا فرمائے جس میں دنیا و آخرت کے اعتبار سے بندگان الہی اور اس کے ملکوں کی بھی بھلائی ہو اور ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق سے سرفراز فرمائے۔

((انہ جواد کریم و صلی اللہ علیہ وسلم نینا محمد وآلہ وصحبہ والتابعین اللهم باحسان الی یوم الدین۔))

عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز

چیمبرین

ادارات، محث علمیہ و افتاء و دعوت و ارشاد،

سعودی عرب و چیمبرین

تاسیسی کونسل رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ



مقالات و فتاویٰ ابن باز

صفحہ 358

محدث فتویٰ